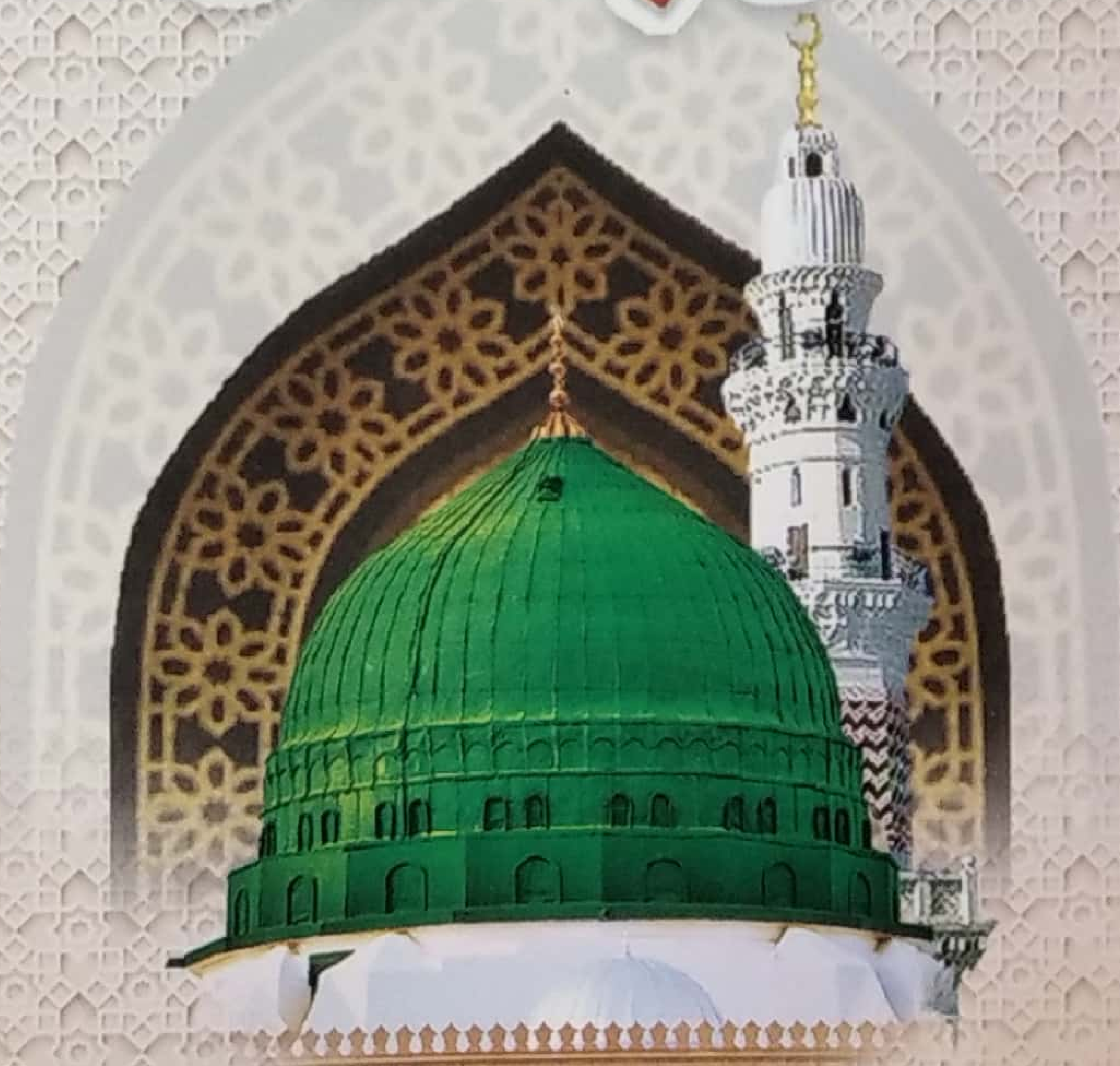
لبیک

اِنہیں جانا اِنہیں مانا



مولانا حافظ محمد حسن رضا نقشبندی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيۡبِهٖ مُحَمَّدٍوَّاٰلِهٖ وَسَلَّم

نام رسالہ : اِنہیں جانا انہیں مانا

مُرَتِّب : ابوالھادی حافظ محمد حسن رضا نقشبندی

معاون : محمد فیضان رضا حسنی نقشبندی، محمد جنید رضا

ھدیہ : 70روپے

پیشکش:۔

جامع مسجد غوثیہ (نشتر کالونی فیروز پور روڈ لاہور)

جامع مسجد انوارِ مدینہ (چونگی امر سدھو لاہور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم

اَلْاِنْتِسَابْ

تمام صحابہ اور اہلبیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام جن کا مسلک تھا

اِنہیں جانا اِنہیں مانا۔

بس

الاِھداء

اپنے مُرشِدِ کریم تاجُ الاصفیاء حُضُور قبلہ صوفی محمد اِقبال نقشبندی مُجَدِّدی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ اور مجدِّ دِناموسِ رِسالت امیر المجاھدین علامہ حافظ خادم حسین رضوی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ اور تمام اَساتِذہ کرام کی بارگاہ میں جن کی نگاہِ عنایت نے کِسی کو حُسن بنادیا۔

برادرانِ اسلام: جب اللہ عزّوجلّ کسی پر بے حد مہربان ہو تو اسے اپنے محبوب خَاتَمُ النَّبِیّٖن جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت عطا فرما دیتا ہے۔

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی اُمّت کو بچانے کے لئے اپنی ذات کی مَحبت کی ترغیب دیتے۔ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ شریف میں تشریف لائے تو یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ،

ترجمہ:۔ اے اللہ! ہمارے نزدیک مدینہ کو بھی اتنا محبوب کر دے جتنا ہمارے نزدیک مکہ محبوب ہے یا اِس سے بھی زیادہ۔

(الجامع الصحیح للبخاری رقم الحدیث 5677)

مدینہ منورہ کی مَحبت کو مکہ مکرمہ کی محبت سے شدید تر کیوں کہا؟

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نگاہِ نبوت سے دیکھ رہے تھے

کہ اب میرا گنبدِ خضریٰ بھی ادھر ہی ہوگا۔ اس وجہ سے کہ افضلیت کا دارومدار تو جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہیں۔

جدھر جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم افضلیت بھی اُدھر۔

حالانکہ حج وعمرہ، طواف وسعی، حجرِ اسود، حطیمِ کعبہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات یہ سب کچھ مکے میں ہیں۔

مدینے میں صرف جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ ہی سب کچھ ہیں۔

ہوتے کہاں خلیل و بِنا کعبہ و منیٰ

لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کے لئے خصوصی دعا

فرمانِ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ۔

اے اللہ! تو نے مکّہ میں جتنی برکتیں نازل فرمائیں ہیں، مدینہ میں اُس کی دوضِعف (چار گنا) برکتیں نازل فرما۔

(الجامع الصحیح للبخاری ,رقم الحدیث 1885)

محبت بھی شدید مانگی جارہی ہے اور برکت بھی چار گُنا زیادہ آخر کیوں؟ یہ سیدھا راستہ بتایا جارہا ہے۔ صراطِ مستقیم یہ ہے کہ جن چیزوں کی نسبت جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوجائے اُن کی تعظیم کی جائے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وصال 544ھ) فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور دیگر مقاماتِ منسوبہ (جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت والے مقامات) کی تعظیم اِسی طرح ضروری ہے جس طرح جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ضروری ہے۔

(الشفاء للقاضی عیاض ,ج2ص57 ,مطبوعہ دار ابن حزم بیروت)

قُربِ قیامت ہر مومن کو ایمان بچانے کی بڑی فکر ہوگی۔ اور یہ حال ہوگا کہ صبح کو بندہ مومن اور شام تک بندہ کافر ہو چکا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی سلامتی نصیب فرمائے۔ لیکن ایمان بھی پناہ تلاش کرے گا کہ میں کدھر جاؤں؟

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الاِیْمَانَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا۔

ترجمہ:۔

قُربِ قیامت ایمان سمٹ کر مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیما چلا جائے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بِل میں چلا جاتا ہے۔ (الجامع الصحیح للبخاری رقم الحدیث 1876)

ایمان سمٹ کر مدینہ شریف ہی کیوں جائے گا؟

ایمان سمٹ کر مکہ مکرمہ میں کیوں نہ جائے گا؟ مدینہ ہی کیوں جائے گا؟ کیونکہ ایمان کی جان جو مدینہ طیبہ میں ہیں اگر ایمان کی حفاظت اَعمال سے ہو سکتی تو جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے کہ ایمان کو پناہ مکہ مکرمہ میں ملے گی لیکن بتایا ایمان کی حفاظت میری نسبت میں ہے جو بے حد محبت کرے گا ایمان بھی اُسی کا محفوظ رہے گا۔ اسی لئے اِرشاد فرمایا: جس سے ہو سکے وہ مدینہ میں مرے کہ میں اُس کی شفاعت کر کے اُسے جنت میں لے جاؤں گا۔ (الجامع الصحیح للبخاری رقم الحدیث 3920)

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہمسایوں کا بہت خیال فرمانے والے ہیں۔

ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایمان مدینہ منورہ میں سمٹ کر اس لئے بھی گیا کہ ایمان کی ابتداء ہی مدینے شریف سے ہوئی تھی کیونکہ مکہ مکرمہ میں اسلام تھا اور مدینہ شریف میں ایمان تھا۔ مکّے میں مقابلہ کفر کے ساتھ تھا اور کفر کے مقابلے میں اسلام آتا ہے۔ اور مدینہ منورہ میں مقابلہ نِفاق (منافقت) سے تھا، اور نفاق کے مقابلے میں ایمان آتا ہے۔ جب سانپ کو خطرہ لاحق ہوتا ہے تو بغیر کروٹ لئے وہ اُلٹا (Reverse) اپنے مرکز میں داخل ہو جاتا ہے یعنی اپنا دھڑ پہلے اندر داخل کرتا ہے پھر سَر داخل کرتا ہے یونہی اِیمان واپس مدینہ منورہ یعنی اپنے مرکز میں چلا جائے گا۔

اسی لئے امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ
ان سانہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے اِنہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

اہل کوفہ سے ایک تابعی نے حضرت حُذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی؟ اگر کی تو آپ نے جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیسا وقت گزارا؟

حضرت حُذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ عزَّ وجلَّ کی قسم ہم نے جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مَحبت میں حد کردی یعنی اُنکے اِشارۂ ابرو پر سب کچھ فدا کردیا تو تابعی نے حسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

وَاللّٰہِ لَوْاَدْرَکْنَاہُ مَاتَرَکْنَاہُ یَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ وَلَحَمَلْنَاہُ عَلٰی اَعْنَاقِنَا وَ لَخَدَمْنَاہُ وَ فَعَلْنَاوَفَعَلْنَا۔

اللہ عزوجل کی قسم اگر ہمیں جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا تو ہم کبھی بھی جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین پر نہ چلنے دیتے بلکہ ہم جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھوں پر بٹھاتے۔(تفسیر بغوی للامام الفراء البغوی، متوفّٰی 516ھ، ج3، ص443، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

برادرانِ اسلام! یہ جملے آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں، اللہ کی عزت کی قسم اُنکی محبت کے کیا کہنے؟ جس خاک پہ وہ چلے اُس پر ہماری اولادیں اور ھم قربان۔

نہ کوئی ہو یا نہ کوئی ہوسی   انہاں جانثاراں ورگا

2) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں روایت کا مفہوم ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے اَیام قریب آ گئے (سانول رخصت ہونے لگا) تو جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف نہ لائے جب پیر کا دن آیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں صفیں باندھے ہوئے تھے۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم ملا، نماز شروع ہوئی اتنے میں جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حُجرے مبارک سے پردہ ہٹایا، تو صحابہ کرام کو پردے کے ہٹنے کی آواز آئی یا پھر چہرۂ پُرنور کی شعاؤں سے مسجد کی دیواریں روشن ہوگئیں۔ اگر شعاعیں پڑیں تو نگاہیں بے تاب تھیں اور اگر پردے کی آواز آئی تو کان بے تاب تھے۔ کچھ تو تھا ہی جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے صحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں ایسا لگا جیسے قرآن کُھل گیا ہو۔

قابلِ غور بات: صحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہیں حالتِ نماز میں کہاں ہوتی تھیں؟ ظاہر ہے قیام کی حالت میں سجدے والی جگہ پر نظر ہونی چاہیے۔

تو پھر مسکرانا کیسے نظر آ گیا؟ اِسکی ایک ہی صورت ہے کہ قبلے سے نظریں ہٹا کر رُخِ والضحیٰ کو تکنا شروع کردیا، اور دیدارِ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مُستغرِق ہو گئے،

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریب تھا کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں ہم نمازیں توڑ دیتے۔ یہ صحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے۔ ایک اُنکی نماز ہے جن کا یہ کہنا ہے کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیال سے نماز ٹوٹ جاتی ہے

۔ایک صحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز ہے کہ رخِ قبلہ چھوڑ کر

رُخِ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکنا شروع ہو گئے۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو تکتے رہنا نماز تھی تیری

اب جنگ چھڑ گئی عقل کا مفتی کہنے لگا قبلے سے رُخ نہ پھیرنا نمازیں ٹوٹ جائیں گی، عشق کا رومی بول اُٹھا کہ پھر کیا ہوا اگر کعبہ اُدھر ہے کعبے کا کعبہ اِدھر ہے۔ قبلے کی سَمت بھول گئی، عشق جیت گیا، یہ مقتدیوں کی حالت تھی اور اِمام تو امامِ عاشقاں ہیں۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مُصلیٴ اِمامت سے پیچھے تشریف لے آئے تا کہ صف میں شامل ہو جائیں اور

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلیٴ اِمامت پر تشریف لے آئیں

لیکن

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَتِمُّوا صَلٰوتَکُمْ

ترجمہ: تم اپنی نماز پوری کرو۔

اور پھر پردہ گرادیا اور جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسی دن ظاہری وصال مبارک ہوگیا۔

(الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث 680)

3) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو مَعمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اُن کا کہنا ہے کہ ہم نے حضرت خَبّاب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

اَکَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ وَ الْعَصْرِ

کیا جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر میں (حالتِ قیام میں) قرآن مجید پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں!

پھر ہم نے سوال کیا: بِاَیِّ شَیْءٍ کُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذالِکَ؟

آپ اِس کو کیسے پہچانتے تھے؟ انہوں نے کہا: بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ.

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رِیشِ خوش مُعتدِل (داڑھی مبارک) ہلنے کی وجہ سے۔

(الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث 760)

تشریح:۔

حدیث شریف پڑھ کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِمام تو نماز میں مقتدی سے آگے ہوتا ہے مقتدی کو اِمام کی داڑھی نظر نہیں آتی، اور دائیں بائیں قبلہ رُخ ہونے کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے پھر صحابہ نے صیغۂ اِستمرار کے ساتھ داڑھی مبارک کی حرکت دیکھنا کیسے بیان کیا؟

اِس کا جواب اِمام بدرُالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی 855ھ) نے اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں دیا۔

ذَالِکَ لِاَنَّھُمْ کَانُوْا یُرَا قِبُوْنَہٗ فِی الصَّلٰوۃِ۔

مفہوم:

یہ اِس وجہ سے تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حالتِ نماز میں بھی جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رُوءَیت سے اپنی عُیُون کو مُبَرَّد کرلیا کرتے (اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچایا کرتے تھے) یہاں تک کے جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رِیشِ خوش مُعتَدِل کی زیارت کرلیا کرتے تھے۔

(عمدۃ القاری۔ للإمام عینی مُتوفّٰی 855ھ، ج5، ص445 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

بقولِ درویشِ لاہوری:

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

4) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، اُن کا کہنا ہے کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے میں سورج کو گہن لگ گیا۔

(سورج گہن اس وقت ہوتا ہے جب چاند زمین کے گرد (around) اپنے مدار (orbit) میں گردش کرتے ہوئے زمین اور سورج (sun) کے عین درمیان میں آجاتا ہے جس کی وجہ سے سورج کی روشنی (sun light) زمین (earth) تک نہیں پہنچتی اور زمین پر اندھیرہ (darkness) چھا جاتا ہے)

پس جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں

ثُمَّ رَاَیْنَاکَ تَکَعْکَعْتَ

پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے تشریف لا رہے ہیں، آپ جی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی، پس میں نے جنتی پھل کے ایک خوشے کو پکڑنے کا ارادہ فرمایا:

وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَکَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا

اور اگر میں اس کو پکڑ لیتا تو تم اس خوشہ کو اس وقت تک کھاتے رہتے جب تک یہ دنیا قائم رہتی۔ (الجامع الصحیح للبخاری، رقمُ الحدیث 748)

تشریح۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حالتِ نماز میں جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالتِ نماز میں اپنا دستِ مبارک بلند فرمایا اور جنت تک پہنچ گیا۔ جو محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا ہاتھ مبارک بلند فرمائیں تو جنت میں پہنچ جاتے ہیں۔ اہل ایمان غور کیجئے پھر نگاہ مبارک کی وسعتیں کتنی ہونگی، کیسے ہوسکتا ہے کہ انہیں محفلِ میلاد میں آنے والوں کی خبر نہ ہو!

5) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اُن کا کہنا ہے کہ ایک شخص نے جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے قائم ہونے کے متعلق سوال کیا؟

آپ جی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟

اُس نے عرض کی: لَاشَیْءَ اِلَّا اَنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

کوئی چیز نہیں ہاں مگر یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ ج

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

تم قیامت میں اُس کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرتے ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں کسی چیز سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد سے خوشی ہوئی کہ تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرتے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پس میں جانِ جاناں ﷺ سے اور حضرت ثانی اثنین، یارِ غارِ مصطفیٰ، ہمساکنِ مزارِ مصطفیٰ، سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں، مجھے امید ہے کہ میں اپنی محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میرے اَعمال اُن کے اَعمال کی طرح نہیں۔ (الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث 3688)

6) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ روایت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں سوائے اپنی جان کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہر چیز سے بڑھ کر محبت کرتا ہوں۔ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! تب تک تیرا ایمان کامل نہیں ہوگا، جب تک میں تجھے تیری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہو گئے ہیں۔

فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! اب تیرا ایمان کامل ہو گیا۔

(الجامع الصحیح للبخاری رقم الحدیث 6632 ص 1205 .مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

7) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو عبداللہ بن حُذیفہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا

مجھے بتائیں کہ میرا والد کون ہے؟

(کیونکہ بعض لوگ آپ کو نسب کے بارے میں طعنہ دیتے تھے)

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرا والد حذیفہ ہے۔

پھر جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار یہ فرمایا: سَلُوْنِیْ

مجھ سے جو چاہو پوچھ لو (آج میں تمہیں ہر چیز کے متعلق بتا دوں گا) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ کی طرح دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگے ہم اللہ عَزَّ وجلَّ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو گئے تو

جانِ جاناں ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی اور راضی ہو گئے۔ (الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث 93)

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فُصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

8) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

حضرت ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ جانِ جاناں ﷺ نے مجھے فرمایا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں نہ پہنچ سکا بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر ہوا۔

جانِ جاناں ﷺ نے دریافت فرمایا کہ آنے میں دیر کیوں ہوئی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں دیا ہے۔

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ

کہ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو، جبکہ وہ (یعنی رسول) تم کو بلائیں۔ (الانفال، آیت 24)

إِذَا دَعَاكُمْ، یہ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے معنی یہ ہے کہ جانِ جاناں ﷺ کا بلانا اللہ عزوجل کا ہی بلانا ہے۔ ذاتیں دو ہیں مگر باتیں دو نہیں بلکہ ایک ہے اور یہ واقعہ تب کا ہے جب نماز میں کلام ممنوع ہو چکا تھا۔

(الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث 4647)

(9) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

صلح حُدَیبیہ کے موقع پر جب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حالات کے اعتبار سے کہا:

واللہ! میں (آپ کے اردگرد) ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں، جو آپ کو چھوڑ دیں گے۔ اس پر ثانی اَثنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عروہ کی بات سن کر فرمایا: اُمْصُصْ بِبَظْرَ اللَّاتِ اَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْہُ وَنَدَعُہُ

ان الفاظ کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اِس اُمّت کے سب سے بڑے صوفی ہیں لیکن صوفی کہتے ہی اُس کو ہیں جو سب سے بڑا غیرت مند بھی ہو۔

(اس لئے تو اِمام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا: کہ پوری کائنات میں جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا مُرشد کوئی نہیں اور حضرت ثانی اَثنین جیسا مُرید کوئی نہیں)

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ہم جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیں گے۔ اِنہیں کی خاطر تو ہم نے سارے جہاں کو چھوڑ دیا ہے۔

(الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث 2732، ص 500، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

10) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ

السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ

(سورہ بقرہ، آیت نمبر 13)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جائے کہ تم اسی طرح ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں: کیا ہم بیوقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟ سن لو: بیشک یہی لوگ بیوقوف ہیں مگر جانتے نہیں۔

یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا انوکھا عشق کیا کہ اُن کو احمق تک کہا گیا اور جیسے جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں یہ طعنہ مل جائے وہ سمجھ جائے کہ بارگاہِ رسالت میں اس کی عقیدت قبول ہو چکی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و عشق کی انوکھی داستاں جب عروہ بن مسعود (ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) واپس گے تو اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ جان جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے جنگ نہ کرنا پھر اس نے آنکھوں دیکھا منظر یوں بیان کیا۔

فَوَاللّٰهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَإِذَا أَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلٰى وَضُوئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ وَوَفَدْتُ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيَ وَاللّٰهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدًا۔

اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ جب جانِ جاناں ﷺ آب ِدہن شریف سے زمین کو فیض دینے کا ارادہ فرماتے ہیں۔ تو صحابہ کرام ﷢ اپنے ہاتھ آگے کر لیتے جس کی وجہ سے آب ِدہن شریف کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہی تشریف لاتا اور صحابہ اِسے اپنے چہرے اور بدن پر ملتے ہیں۔ اور جب آپ جی ﷺ انھیں کوئی حکم فرماتے ہیں تو وہ فوراً اِس کی تعمیل کرتے۔ اور جب جانِ جاناں ﷺ وضو فرماتے تو صحابہ آپ ﷺ کے وضو مبارک کا بچا ہوا پانی لینے کے لئے لڑتے مرتے ہیں اور ہر صحابی آپ ﷺ کے وضو مبارک کا بچا ہوا پانی لینے کی خواہش کرتا۔

اور جب جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نظر بھر کر بھی نہ دیکھتے۔

اللہ کی قسم! میں بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ نیز نجاشی کے دربار بھی دیکھ آیا ہوں مگر میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں۔ جس طرح جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔

(الجامع الصحیح للبخاری رقم الحدیث 2732، ص 500، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

11) انہیں جانا انہیں مانا

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وصال 256ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

قبر میں تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم میں سے جو مومن یا مُوقِن (بن دیکھے یقین رکھنے والا) ہوگا وہ تین مرتبہ کہے گا۔ کہ یہ تو محمد مصطفیٰ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

پھر اس سے کہا جائے گا کہ آرام کہ نیند سو جاؤ۔

اور جو منافق اور مرتاب (شک کرنے والا) ہوگا۔ وہ جواب دے گا

کہ مجھے معلوم نہیں (لَا اَدْرِیْ)

(الجامع الصحیح للبخاری رقم الحدیث 86)

تشریح:۔ شک کرنے والوں سے مراد ایسے لوگ ہیں جو کلمہ پڑھ لینے کے بعد بھی ہر مسئلے پر دلیلیں مانگتے پھرتے ہیں

(مسئلہ علمِ غیب، مسئلہ حاضر وناظر، نور و بشر، اور اختیاراتِ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ)

حالانکہ جب کلمہ پڑھ لیا اور جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا آقا و مولیٰ تسلیم کر لیا تو پھر کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔

اور جو شک کرتے ہیں اِنہیں قبر میں جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمالِ جہاں آرا دیکھ کر بھی پہچان نصیب نہ ہوگی۔

اور جنہوں ایک مرتبہ دیکھنے کے ساتھ پہچان لیا وہ وہی لوگ ہونگے۔ جو بغیر دلیل کے اِنہیں جانا اِنہیں مانا کہتے ہونگے۔

12) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا. نَاسٌ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ. یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْرَاٰنِیْ. بِاَھْلِہٖ وَمَالِہٖ

میری امت میں مجھ سے شدید محبت کرنے والے وہ لوگ ہونگے جو میرے بعد آئیں گے، اُن میں سے ہر ایک کی یہ تمنا ہوگی کہ انہیں رُخِ والضحیٰ کا جلوہ دیکھنا نصیب ہو جائے تو وہ اپنے اھل اور مال یعنی سب کچھ مجھ پر فدا کر دیں۔

(الجامع الصحیح للامام مسلم متوفیٰ 261ھ رقم الحدیث 2832، ص 1089، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

غور فرمائیں:۔

یہ حدیث پڑھ کر آپ اپنی قلبی کیفیت پر غور کریں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ ایمان کے کونسے درجے پر فائز ہیں۔

13) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

اِمام ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 307ھ) اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے غزوہ بدر کے روز جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت میں نماز پڑھی، جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالتِ نماز میں تَبَسُّمْ فرمایا، جب جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مکمل فرمائی تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! رَاَیْنَاکَ تَبَسَّمْتَ،

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالتِ نماز میں تبسم فرمارہے تھے۔

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(مَرَّ بِیْ مِیْکَائِیلُ وعَلیٰ جَنَاحِہٖ اَثَرُالْغُبَارِ، وَھُوَ رَاجِعٌ مِنْ طَلَبِ الْقَوْمِ، فَضَحِکَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمْتُ اِلَیْہِ)

میرے پاس سے میکائیل گزرے ان کے پروں پر میدانِ بدر کی مٹی لگی تھی، وہ تمہاری مدد کر کے واپس جا رہے تھے، وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے، اور میں نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا۔ (مسند ابی یعلی الموصلی للامام التمیمی متوفی 307ھ، ج3، ص495 مطبوعہ دارالحدیث)

اہل ایمان اِس کے مفہوم کو سمجھیں اور دوسری روایت کے اَلفاظ پر غور کریں تو سارا معاملہ ہی حل ہو جائے گا۔ جب جبریل یا میکائیل علیہما السلام واپس گئے تو اُدھر اِجازت نہ ملی اور حکم ہوا کہ یہ بتاؤ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے رخصت کی اِجازت لے کر آئے ہو؟ تو آجاؤ ورنہ واپس پلٹ جاؤ۔

دوبارہ حاضر خدمت ہو کر اِجازت طلب کی تو اِجازت ملی اور اب ملائکہ بھی کہتے ہونگے کہ آج معلوم ہو چکا ہے کہ دونوں جہانوں میں جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر گزارا نہیں۔

بنے دو جہاں تمہارے لئے

14) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

خطیبِ تبریزی اپنی سند کے ساتھ حضرت عَمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ
جانِ جاناں ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا:
تمہارے نزدیک مخلوق میں اِیمان کے اعتبار سے کون سب سے زیادہ پیارا ہے؟
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: فرشتے۔
جانِ جاناں ﷺ نے اِرشاد فرمایا: فرشتے کیوں نہ ایمان لائیں جبکہ وہ اپنے رب کے قُرب میں ہوتے ہیں۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اُن کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کا ایمان مخلوق میں سب سے زیادہ پیارا ہے تو جانِ جاناں ﷺ نے فرمایا:
انبیاء کرام علیہم السلام کیوں کر ایمان نہ لائیں حالانکہ ان پر تو اللہ عزوجل کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کی: انبیاء کے بعد پھر ہمارا ایمان سب سے زیادہ پیارا ہے۔ جانِ جاناں ﷺ نے فرمایا:
تم کیوں نہ ایمان لاؤ گے جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔
(تم میرے مُعجزات دیکھتے ہو، جمال تکتے ہو، تمہارے سامنے سورج کو عصر کے بعد واپس پلٹایا، جابر رضی اللہ عنہ کے بچے زندہ کیے، انگلیوں سے دریا جاری کیے،

قتادہ کی آنکھ درست کی، آبِ دھن اقدس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے، گوہ نے میری ختمِ نبوۃ کی گواہی دی، شجر وحجر مجھے سلامیاں پیش کرتے ہیں)

پھر جانِ جاناں ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَیَّ اِیْمَانًا لَقَوْمٌ یَکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ

میرے نزدیک اُن لوگوں کا ایمان مخلوق میں سب سے زیادہ پیارا ہے۔ جو میرے (ظاہری پردہ فرمانے کے) بعد آئیں گے۔ وہ لوگ صحیفے پائیں گے، جن میں وہ کتاب ہوگی، وہ کتاب کی ہر چیز پر ایمان لائیں گے۔ اِن میں سے ہر ایک تمنا کرے گا کہ وہ اپنے گھر بار مال کے عوض مجھے دیکھ لیتا۔

(مشکوٰۃ المصابیح للامام تبریزی متوفٰی 741ھ، ج2، ص462، مطبوعہ دار الکتب علمیہ بیروت)

یعنی وہ بعد میں آنے والے بن دیکھے مجھ محمد ﷺ پر ایمان لاکر اِنہیں جانا اِنہیں مانا کا نغمہ الاپتے ہونگے۔

15) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

خطیبِ تبریزی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابواُمامہ سے روایت کرتے ہیں کہ جانِ جاناں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ وَطُوْبٰی سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ یَرَنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ

مبارک باد ہو ایک بار اُس شخص کے لئے جس نے حالتِ ایمان میں مجھے دیکھا اور

مجھ پر ایمان لایا اور سات بار مبارک باد (خوشخبری) ہو اُن غلاموں کو جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح للامام تبریزی متوفیٰ 741ھ ج2. ص462. مطبوعه دار الکتب علمیه بیروت)

سبحان اللہ! وہ کیا ہی منظر ہوگا اور کیسا سماں ہوگا جب جانِ جاناں ﷺ اپنے غلاموں میں تشریف فرما ہو کر ان کو مبارک باد اور خوشخبری دے رہے ہونگے۔ صحابہ اس بات پر رشک کر رہے ہونگے کہ دنیا کا قاعدہ تو یہ ہے کہ چھوٹے بڑوں کو مبارکباد دیتے ہیں لیکن آج کونین کے مالک جانِ جاناں ﷺ ہمیں مبارکباد دے رہے ہیں۔ لیکن اُنہی حسین لمحات میں جانِ جاناں ﷺ کو اپنے بعد میں آنے والے وہ غلام جو **اِنہیں جانا اِنہیں مانا** کا نعرہ لگاتے دنیا کو بھول جاتے ہیں یاد آ گئے اور فرمایا کہ صحابہ تمہیں تو ایک بار مبارکباد لیکن اُن غلاموں کو سات بار مبارکباد ہو۔ جس محبوب نبی ﷺ نے ہمیں ہر حال میں یاد رکھا آج ہم اُن کا ذکر گلی گلی، نگر نگر کیوں نہ کریں۔ بقول تاجدارِ بریلی رحمۃ اللہ علیہ:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

کتنے بد بخت ہیں وہ لوگ جو کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور پھر اپنے نبی ﷺ کے ذکر

سے رو کتے ہیں، دراصل انکا تعلق جانِ جاناں ﷺ سے ہے ہی نہیں۔

بقول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں ہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

بلکہ ہمیں تو چاہیے اِنہیں جانا اِنہیں مانا کا وِرد اتنا پختہ کریں کہ دنیا سے جاتے ہوئے بھی ہماری زباں پر یہی نعرہ ہو، قبر میں جب جانِ جاناں ﷺ کا دیدار ہو تب بھی یہی نعرہ ہو اور جب محشر میں جانِ جاناں ﷺ اپنی شان وشوکت کے ساتھ تشریف لائیں تب بھی ہمارا یہی نعرہ ہو۔

کیونکہ آج ہی اُن کو ماننا کام آئے گا آنکھیں بند ہو جانے کے بعد ماننے کا کیا فائدہ؟ بقول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اور کسی نے کیا خوب کہا:

شفیع و مالک ومختار مان انکو دنیا میں

یہ سب حشر میں دیکھ کر ماننا تو خاک ماننا

16) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

16) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ عتبہ نے جانِ جاناں ﷺ کی طرف پتھر پھینکنے کی ناپاک جسارت کی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! وہ کہاں گیا ہے؟ آپ ﷺ نے اس کی طرف اِشارہ فرمایا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے اور اُس کو پالیا اور تلوار سے وار کر کے اُس مَلعُون کا سر تن سے جُدا کر دیا۔ اس کا سر اور گھوڑا جانِ جاناں ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جانِ جاناں ﷺ نے وہ گھوڑا مجھے عطا فرمایا، میرے لئے دعائے خیر کی اور فرمایا:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکَ مَرَّتَین

(اے حاطب!) اللہ تعالیٰ تم سے دو مرتبہ راضی ہو گیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد للامام صالحی شامی، ج4، ص198 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

برادرانِ اسلام غور فرمائیں! جانِ جاناں ﷺ نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی سند اُن کو عطا فرمائی جنہوں نے گستاخ کا سر تن سے جدا کر کے بتایا کہ عشق اپنے فیصلے کرنے میں خود بڑا دلیر ہوتا ہے۔

17) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بارگاہِ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوئے تو عیینہ نامی بے ادب جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اپنی ٹانگیں پھیلائے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اُس گستاخ کو فرمایا:

اے بندر کی آنکھ والے! اپنی ٹانگیں سمیٹ لے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بخدا اگر بارگاہِ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حیاء نہ ہوتا تو میں اپنے نیزے سے تجھے نامرد کر دیتا۔

صحابی کے اس اندازِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دشمن سامنے ہو تو امن کے درس نہیں دیے جاتے بلکہ ایسے اَلفاظ کا اِنتخاب کیا جاتا ہے جن سے سامنے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہ سچے عاشق ہیں۔

(سُبُل الھدی والرشاد لامام صالحی شامی، ج4، ص376، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

18) اِنہیں جانا اِنہیں مانا

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں

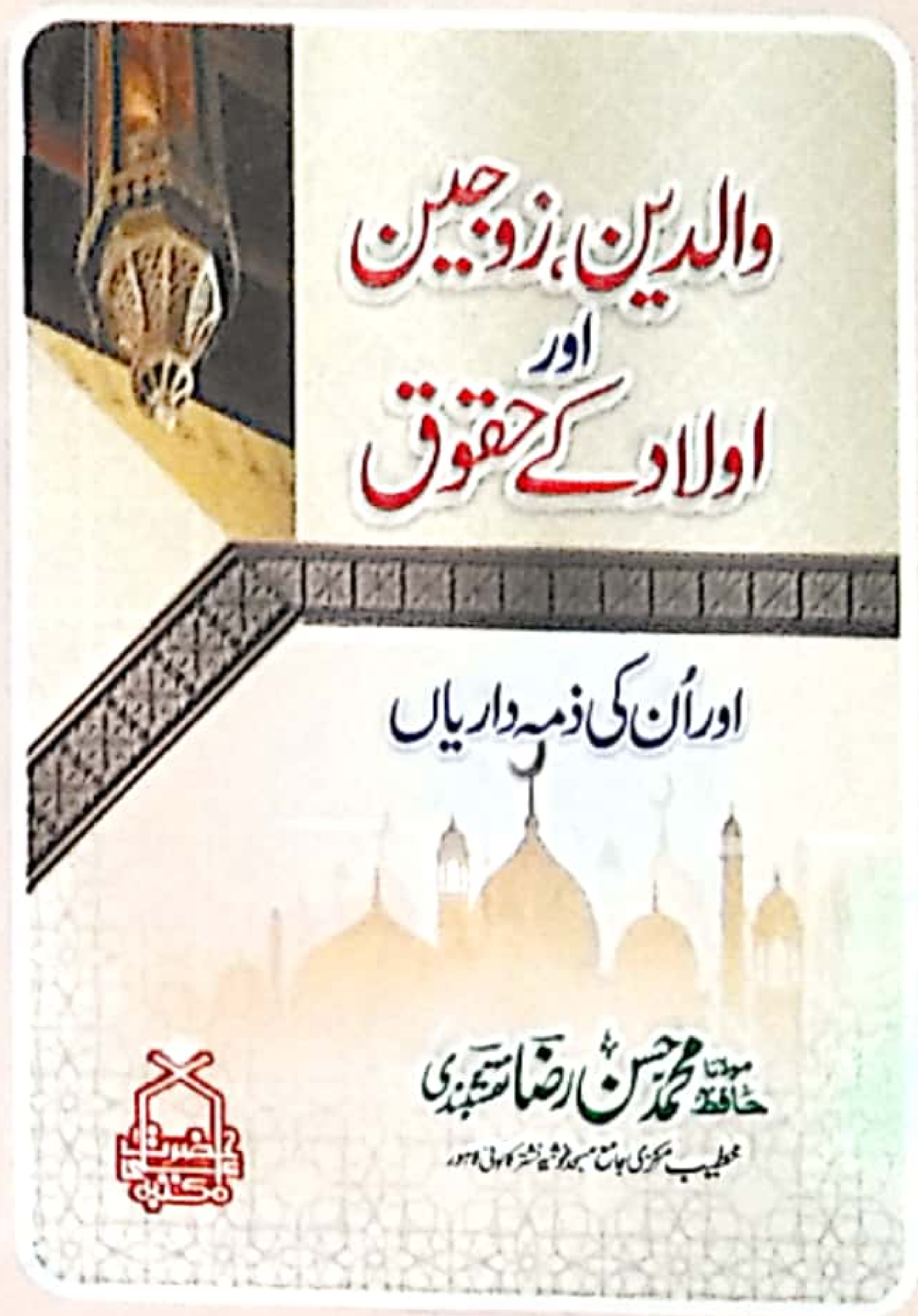
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا اور آپ حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اِس حال میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سولہ مرتبہ بچھو نے ڈنگ مارا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ مُتغَیَّر ہو گیا اور چہرہ مبارک زَرد پڑ گیا مگر حدیث شریف کے درس کو قطع نہ فرمایا۔

پس جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مجلس سے فارغ ہوئے اور لوگ چلے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے عرض کیا: ابوعبداللہ!

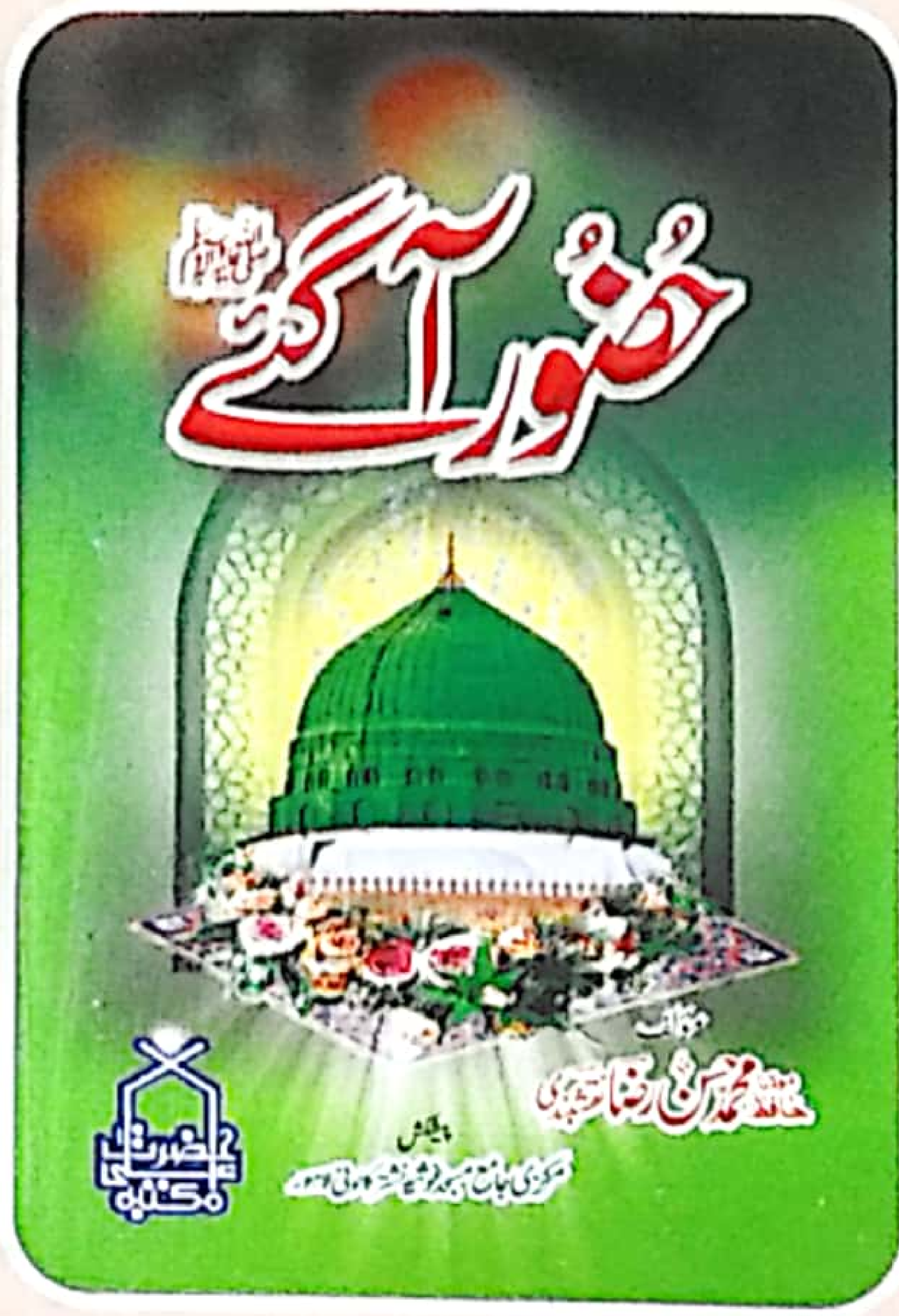
آج میں نے ایک عجیب بات دیکھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! میں جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف کی تعظیم کی وجہ سے صبر کیا۔ یعنی آپ کا نظریہ یہ ہے کہ اگر جان بچانا فرض ہے تو ادب حدیث کی وجہ سے (اس حال میں کہ 16 مرتبہ بچھو کے ڈنگ مارنے کے باوجود) اُن کے نام پر جان دینا اس سے بھی بڑا فرض ہے۔

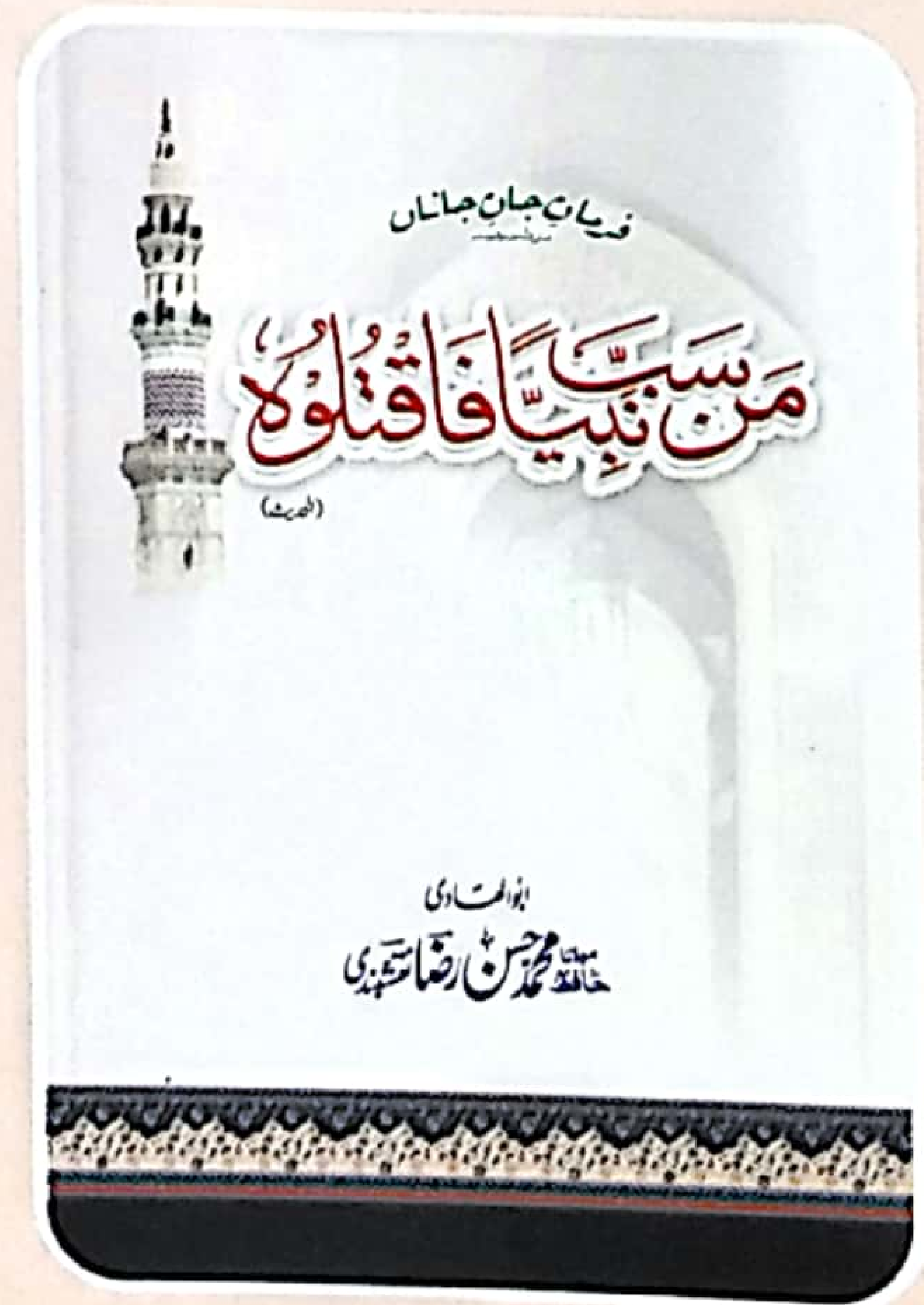
(الشفاء للقاضی عیاض ص 291 مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ)



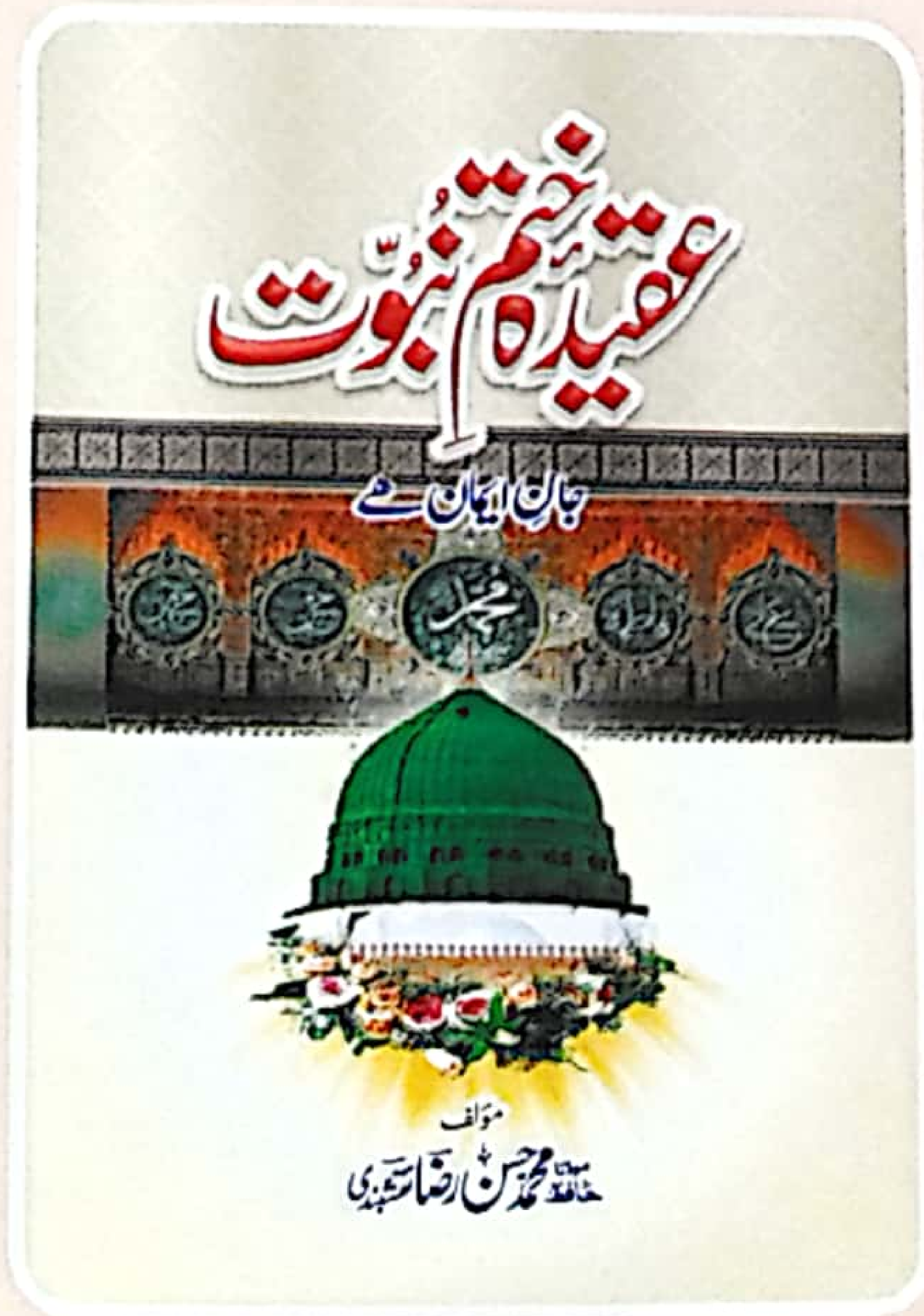
والدین، زوجین
اور
اولاد کے حقوق
اور اُن کی ذمہ داریاں
حافظ محمد حسن رضا نقشبندی



حضور آ گئے
مؤلف
حافظ محمد حسن رضا نقشبندی



من سب نبیا فاقتلوہ
(الحدیث)
ابو الهادی
حافظ محمد حسن رضا نقشبندی



عقیدہ ختم نبوت
جانِ ایمان ہے
مؤلف
حافظ محمد حسن رضا نقشبندی